ضرورت مذہب پر اجمالی تبصرہ

(مولوی عبدالحلیم صاحب پرتاب گڈھی متعلم رحمانیہ)

برادران ملت۔ دنیا کی رنگا رنگ مخلوقات پر جب ہم غائر نظر ڈالتے ہیں تو ہم ہر مخلوق کی جنسی فطرت مختلف وجداگانہ پاتے ہیں اسی فطرت کے اختلاف کے ساتھ ہم ان کے طرز زندگی اور ان کی جسمانی قوتیں وطاقتیں جداگانہ پاتے ہیں چنانچہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کو صرف محض اپنی طاقت وقوت اور فطری غلبے کی وجہ سے اپنے قبضہ میں رکھ سکتی اور ستا سکتی ہے۔ اسی کشمکش حیات کی بنا پر خداوند لایزال نے کمزور مخلوق کو ظاہری اسباب اس قسم کے دے رکھے ہیں کہ جن سے وہ اپنے اعداء کو دفع کرسکیں۔ کسی کے پاس خونخوار پنجے ہیں تو کسی کے پاس زہریلے اثرات کسی کے پاس مہلک نیش ہیں تو کسی کے پاس قاتل وبراں سینگ۔ الغرض ہر حیوان اپنے تحفظ کیلئے مناسب اسلحہ سے آراستہ وپیراستہ ہے۔ اسی ضمن میں ایک مخلوق عجیب وغریب انسان کے نام سے مشہور ہے جسے صرف اس لئے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے کہ اس میں فطرتاً دو قوتیں ودیعت ہوئی ہیں ایک حیوانیت اور دوسری روحانیت پہلی طاقت سے تو وہ بشکل حیوان انسان ہے اور دوسری طاقت سے وہ بشکل انسان فرشتہ ہے۔ اب اسی سلسلہ میں انسان کیلئے ضروری ہے کہ اس کی دونوں قوتوں کی حفاظت کیلئے مناسب اسلحہ دیئے جائیں۔

قربان جائیے! پروردگار کے انتظامات پر کہ اس نے صحیح معنوں میں انسان کی جسمانی قوت کے بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں اور سوچنے والی عقل عطا کی۔ اور روحانی قوت کے بچاؤ کے لئے ایک نظام عطا کیا جسے ہم مذہب کہتے ہیں۔ لہذا انسان صحیح معنوں میں انسانیت عظمیٰ کے ساتھ مذہب کا محتاج ہے اگر وہ مذہب کی پابندی سے دستبردار ہو جائے تو وہ اپنی روحانیت آلائش دنیا سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ تمام اخلاقی خرابیاں اور بدمذہبی کی لعنتیں اسے جری بناکر تمرد وسرکشی میں مبتلا وآمادہ کردیگی۔ آپ ضرورت مذہب پر فطرت انسانی کے دوسرے رخ یعنی تاریخی ومعاشرتی حیثیت سے نظر کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسان کی زندگی بغیر کسی مذہب کے محال ہے۔ وہ اپنے کسی عہد میں مذہبی نظام کے بغیر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کو یوں سمجھیں کہ انسان اجتماعی الاصل پیدا کیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ اپنی معاشرت میں ہمیشہ ایک نظام کے ماتحت ہوتا ہے۔ دنیا میں جب سے انسان کا وجود ہوا اسی زمانے سے خواہ اس میں تہذیب وتمدن کی کمی رہی ہو وہ برابر ایک نظام اور منضبط اصول سے وابستہ رہا۔ اب تحقیقی طور پر ہم نظام کی دو ہی صورتیں پاتے ہیں۔ ایک خود ساختہ معاشرتی نظام دوسرا غیر معمولی طور پر اٹل مذہبی نظام۔ پہلے کا تعلق دنیا میں عمومی زندگی بسر کرنے سے ہے اور دوسرے کا تعلق انسان کی روحانیت ضروریات سے متعلق ہے۔ اور یہ وہ نظام ہے جس کے سامنے انسان اپنی انقیاد واطاعت کو کسی نظام سے بدرجہا بڑھکر ظاہر کرتا ہے بالفاظ دیگر مذہب کے سامنے زبان حال سے انسان گویا رہتا ہے ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

یہ مذہب کی ضرورت پر عمومی حیثیت تھی اب ذرا اسلامی نقطہ نگاہ سے غور کرنا چاہئے کہ اسلام نے اپنے تئے کی غرض کیا بتلائی اور ضرورت مذہب کی اصلی غایت تعلیمی طور کیا پیش کی بلا شبہ اسلام کا اصل الاصول قرآن کریم ان جزئیات میں بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے قرآن کریم کی اکملیت کا دعویٰ بالکل بجا اور درست ہے اسی لئے بالاتفاق کہا جاتا ہے۔ شعر

جمیع العلم فی القرآن لکن + تقاصر عنہ افہام الرجال

چنانچہ اس باب میں قرآن کریم کا اولین ارشاد یہ ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم (خدا) نے انسان اور جن کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے + عبادت بندگی کو کہتے ہیں۔ ایک آقا اپنے غلاموں سے صحیح امید رکھتا ہے کہ وہ بلا چون وچرا ہر کوشش پیہم سے اس کی فرمانبرداری کریں۔ حالانکہ وہ مخدوم صرف آقا یا ایک رئیس ہی ہے۔ خدمت لینی اور اجرت دینی اس تعلق کے علاوہ مزید نعمت واحسان کا سلسلہ نہیں۔ لیکن وہ خدا جسکو ہر مذہب نے اپنی اپنی زبان میں جداگانہ ناموں سے پہچانا ہے۔ یعنی وہی ایک قادر مطلق ذات واجب الوجود کہیں اللہ ہے تو کہیں یزداں کہیں پرمیشر ہے تو کہیں گاڈ۔ الغرض ہر مذہب وملت میں معروف وموجود ہے۔ جب اس پر اتفاق ہے کہ کوئی ہستی ورا الورا ایسی ہے جس کے ہاتھ میں نظام عالم ہے تو ماننا پڑیگا کہ ہر باہوش مخلوق کو چاہئے کہ اس محسن اعظم صانع عالم خالق اکرم اور اولین پیدا کنندۂ آدم کی عبادت کرے اور اس کے بیشمار احسانات کا شکریہ اپنی طاقت کے مطابق پیش کیا کرے۔ ایک مخدوم اپنے خادم سے ہمہ دم خدمتوں کا امیدوار رہتا ہے تو کیا ایک خالق ایک عظیم الشان محسن اپنے انعامات کو مدنظر رکھتے ہوئے تھوڑی سی عبادت اور صرف چند گھنٹے اپنے سامنے بندوں کو تواضع وانکساری کا خواہاں نہ ہوگا یقیناً جس کے پاس کچھ بھی عقل ہے وہ اس کی پوجا کو ایک ضروری فریضہ قرار دیگا۔ قرآن نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ خدا نے جن وانسان کی تخلیق محض ایک ضروری کیلئے کی ہے اور یہ تمام تماشائے قدرت، کرشمہ ہست وبود نظام عالم، رنگینئ فنا وبقا، صناعئ نشوونما الغرض تمام بوقلمونیاں صرف خدا کے اشارے سے ہیں۔ جن کو دیکھکر انسان جیسی عقل وتدبر فہم وہوش نطق واحساس سے آراستہ مخلوق کو اپنے پروردگار کی یاد کرنی چاہئے اور جام ازلی کے خمار سے مدہوش ہوکر کہہ اٹھنا چاہئے۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ اسی انعطاف توجہ اور یاد خدا کے طریقوں کا نام مذہب ہے جو ہر ملت میں جداگانہ اصول رکھتا ہے لیکن سب کا مقصود خدا اور صرف خدا ہے۔

مذہب کی ضرورت باور کر لینے کے بعد اب ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ ہم جب مذہب کی تلاش کرتے ہیں تو دنیا میں ملتوں کا ایک بحر ناپیدا کنار نظر آتا ہے۔ مذاہب کی اتنی کثرت اور اس قدر بہتات ہے اور ہر ایک کا اسی طرح حقانیت کی طرف بلند آہنگ دعویٰ ہے کہ ع

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

؎ یعنی قرآن میں سب کچھ ہے لیکن ہماری عقلوں کا قصور ہے (کہ ہم سب کو معلوم نہیں کر سکتے)